بیان الحکمہ
تحقیقی مجلہ-7
http://bayan-ul-hikmah.salu.edu.pk

بیان الحکمہ [تحقیقی مجلّہ]
(2021ء)

وطن کا شرعی تصور اور حکمِ عبادات: فقہ جعفری کا مطالعہ

The Shari'ah phantasm of the Homeland and Rules of Worship A perusal of Fiqah e Jaffaria

***Syed Musrrat Iqbal Zaidi**

****Syed Asad Iqbal Zaidi**

ABSTRACT: The rites of the traveler's worship, especially prayers and fasting, are related to the homeland, which is why in jurisprudence the determination of the homeland and its rules are more important than this. Homeland is the place where a person lives. This living space is divided into real homeland, electoral homeland and sharia homeland. There is no significant difference between the jurists in the jurisprudential definition and the basic rules of the original homeland and the chosen homeland. However, there is a difference of opinion among the jurists on the affirmation of the Shariah homeland. The famous late jurists are credited with being convinced of the Shari'ah homeland, while the early jurists are not convinced of the concept of the Shari'ah homeland. According to the jurists, the consensus among the above-mentioned types of Watan is that a person will perform the prayers in full and will also fast in the month of Ramadan. Deportation and emigration If the intention is intentional, intentional and practical, then the rule of thw homeland will be taken away from this person, but if there is only intention and no practical form, then the rule of the homeland will remain. Will Therefore, in view of this, the arguments on the types of watan and the dissenting opinions of the jurists have been examined in this article and the view of the contemporary jurists on the affirmation of the Shariah homeland has been proved.

KEYWORDS: original and sharia homeland, select homeland, customary homeland, intention homeland, residence

* Ph.D Scholar, Shah Abdul Latif University Khairpur, Sindh
** Associate Professor, Shah Abdul Latif University Khairpur, Sindh
*** Ph.D Scholar, Shah Abdul Latif University Khairpur, Sindh

خلاصہ:

مسافر کی عبادات بالخصوص نماز و روزہ کا حکم وطن سے وابستہ ہے، اسی وجہ سے فقہ میں وطن کا تعین اور اس کے احکام اس جہت سے زیادہ ضرورت کے حامل ہیں۔ وطن اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں انسان زندگی گزارتا ہے۔ زندگی گزارنے والی اس جگہ کو اصلی وطن، انتخابی وطن اور شرعی وطن میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اصلی وطن اور انتخابی وطن کی فقہی تعریف و بنیادی احکام میں فقہاء کے درمیان کوئی خاص اختلاف نہیں ہے البتہ شرعی وطن کے اثبات پر فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے؛ مشہور متاخر فقہاء کی طرف، شرعی وطن کے قائل ہونے کی نسبت دی گئی ہے جبکہ متقدم فقہاء شرعی وطن کے تصور کے قائل نہیں ہیں۔ مذکورہ بالا وطن کی اقسام میں فقہاء کے نزدیک اتفاق نظر یہی ہے کہ انسان نماز بھی پوری پڑھے گا اور ماہ رمضان ہونے کی صورت میں روزہ بھی رکھے گا۔ وطن سے منصرف ہونا اور ترکِ وطن کرنا اگر قاطع نیت، قصد و ارادہ اور عملی صورت میں ہو تو حکمِ وطن اس انسان سے سلب ہو جائے گا لیکن اگر صرف قصد و ارادہ ہو اور عملی صورت وجود میں نہ آئی ہو تو حکمِ وطن باقی رہے گا۔ لہذا پیشِ نظر مقالہ میں وطن کی اقسام پر دلائل اور فقہاء کے اختلافی اقوال کا جائزہ لیا گیا ہے اور شرعی وطن کے اثبات پر معاصر فقہاء کی انظار کو ثابت کیا گیا ہے۔

کلیدی الفاظ: اصلی وطن، شرعی وطن، انتخابی وطن، عرفی وطن، ارادہ وطن، اقامت گاہ

تمہید:

سفر، ہجرت، تحصیلِ علم، ملازمت وغیرہ انسانی زندگی کے مشاغل میں شامل اہم عناصر ہیں۔ قرآن کریم سیر و سفر، علم و ہجرت کے آداب کے ساتھ ساتھ، دستور اور تشویق بھی کرتا ہے، جیسا کہ قرآن کی صریح آیات ہیں:

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ الْخَلْقَ،[1] ترجمہ:(اے رسول ان لوگوں سے) آپ کہہ دیجئے کہ ذرا روئے زمین پر چل پھر کر دیکھو کہ خدا نے کس طرح پھلے پھل مخلوق کو پیدا کیا۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ہجرت کے متعلق سیر و سفر کی تشویق کی:

قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا،[2] ترجمہ: خدا کی زمین میں اتنی بھی گنجائش نہ تھی کہ تم کہیں ہجرت کر کے چلے جاتے۔

ان کے علاوہ متعدد آیات، سیر و سفر، علم و تحصیل اور وطن کی حقیقت کی طرف رہنمائی کر رہی ہیں۔ انہیں احکامِ الٰہی کی پیروی کرتے ہوئے اور ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کیلئے انسان اپنے وطن سے دیارِ غیر میں سکونت اختیار کرتا ہے۔ یہی سکونت جو انسان کی مختلف ضروریات کی وجہ سے وجود میں آتی ہے، فقہی احکام اس پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ جن میں اہم مسئلہ، متعدد وطن اور اس کا شرعی حکم، نماز و روزے کا قصر یا تمام ہونا جیسے اہم مسائل سامنے آتے ہیں۔ شرعی وطن کا مسئلہ، سابقہ زمانے کی نسبت، دورۂ حاضر میں بڑھتے ہوئے اجتماعی روابط کے پیشِ نظر عام انسان کے مبتلا بہ مسائل میں شمار کیا جانے لگا ہے جس کے تناظر میں، معاصر فقہاء نے اسے اہمیت دیتے ہوئے کچھ تفصیل سے علمی ابحاث کی ہیں۔

اس مقالے میں امامیہ فقہاء کی آراء کی روشنی میں، شرعی وطن اور فقہ میں اس کے احکام و اقسام کی حیثیت کو علمی کاوش اور فقہی استنباط سے اجاگر کیا گیا ہے تاکہ دیگر محققین کیلئے مزید تحقیق کی راہ میں ایک مفید راہ کشاء ثابت ہو۔ لہذا بحث کی گہرائی میں داخل ہونے سے پہلے جو چیز علمی بحث میں اہمیت رکھتی ہے اسے مقدم کرتے ہیں اور وہ موضوع کا کلیدی لفظ "وطن" ہے جسے اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔ جس کے واضح ہونے سے فقہاء کے فتاویٰ کی بنیاد بھی روشن ہو گی۔ ان شاء اللہ

1- "وطن" لغوی، اصطلاحی و فقہی تناظر میں:

(الف): "وطن" کا لغوی معنیٰ و مفہوم:

اہل لغت کے نزدیک "وطن" کے معنیٰ اس جگہ کے ہیں جہاں انسان رہائش پذیر ہے۔ مختلف لغت کی کتابوں میں یہی معنی دیکھا گیا ہے اور اسی معنی کی تائید کی گئی ہے۔ اس مقام پر کچھ لغوی کتب سے اس کے معنی بیان کرتے ہوئے "وطن" کے لغوی معنی کو حاصل کریں گے۔

معروف لغت دان فراہیدی کتاب العین میں رقمطراز ہیں: "الوطن: موطن الإنسان و محله. و أوطان الأغنام: مرابضها التي تأوي إليها، و يقال: أوطن فلان أرض كذا، أي: اتخذها محلا و مسكنا يقيم بها"[3]، وطن انسان کے رہنے اور اقامت کی جگہ ہے، بیل بکریوں کا باڑہ، (مربض کی جمع مرابض یعنی) وہ جگہ جہاں آرام کیا جائے اور سویا جائے اور اسی لئے کہا جاتا ہے فلاں نے اس جگہ کو اپنے آرام و سکونت کیلئے اختیار کیا۔ ابن فارس نے بھی مقیاس اللغہ میں وطن کے یہی معنی یعنی محلِ سکونت

سے تعبیر کیا ہے، وہ تحریر کرتے ہیں: "الواو و الطاء و النون: كلمة صحيحة، فالوطن: محل الإنسان"[4]، واو، طاء اور نون صحیح و سالم الفاظ میں سے ہیں، پس وطن وہ جگہ ہے جہاں انسان کی رہائش گاہ ہو۔ صاحب لسان العرب "وطن" کی تعریف انہی مشابہ الفاظ میں تحریر کرتے ہیں: "الوطن: المنزل تقيم به، و هو موطن الإنسان و محله"[5]، وطن وہ مقام ہے جہاں آپ رہتے ہیں اور وہی انسان کے رہنے اور اقامت کی جگہ کو کہتے ہیں۔ اب چاہے اس جگہ انسان پیدا ہوا ہو یا نہیں۔ اہل لغت کی مذکورہ بالا عبارتوں سے یہ مطلب واضح ہے کہ "وطن" اس مقام اور جگہ کو کہا جاتا ہے جسے انسان اپنی مستقل زندگی بسر کرنے کیلئے زاد و معاش کیلئے انتخاب کرتا ہے۔

(ب): "وطن" کا اصطلاحی و فقہی معنی و مفہوم:

اہل علم و دانش اور فقہائے اسلام نے وطن کی کوئی نئی تعریف بیان یا ایجاد نہیں کی بلکہ عرفی تعریف کو ہی معتبر جانا ہے البتہ اس کے شرعی حکم پر بھی دلائل سے گفتگو کی ہے۔ مغنیہ وطن کے معنی کو عرف میں استعمال ہونے والے معنی ہی لیتے ہیں اور یوں تحریر کرتے ہیں: "ليس للشارع حقيقة شرعية و اصطلاح خاص في معنى الوطن، فإذا جاء لفظه موضوعا في الأدلة الشرعية رجعنا في تفسيره و تحديده إلى العرف"[6]، وطن کے معنی کے متعلق شارع مقدس کی جانب سے شرعی حقیقت یا کوئی خاص اصطلاح بیان نہیں ہوئی ہے، پس اگر ادلہ شرعیہ میں یہ لفظ وضع ہوا ہو تو ہم اس کی تفسیر و تعریف میں عرف کی طرف رجوع کریں گے۔ لہذا اس بنا پر فقہ و شرع میں وطن عرفی معنی و مفہوم میں ہی

استعمال ہوتا ہے یعنی جو فقہ و شرع میں وطن کے معنی و مفہوم ہیں وہی عرف عام میں ہیں اور جو عرف عام میں ہیں وہی فقہ شرع میں ہیں، کوئی جدید اور نیا معنی وجود میں نہیں آیا۔

وطن کے متعلق تعریف میں آیۃ اللہ حائری تحریر کرتے ہیں: "والوطنية علقة خاصة حاصلة بين الشخص و المحل توجب كونه في ذلك المحل إلا إذا عرض عارض و إذا خرج منه لذلك العارض توجب تلك العلقة رجوعه اليه متى زال سواء كانت تلك العلقة من جهة كون المحل موطنا لابائه و انه تولد و نشأ فيه أو من جهة اتخاذه مقرا دائميا له"[7]، وطن وہ جگہ ہے جس سے انسان کو ایک خاص دلی لگاؤ ہو، یہی دلی لگاؤ انسان کو اس جگہ رہنے کا سبب بنتا ہے مگر یہ کہ کوئی خاص مجبوری اور رکاوٹ پیش آئے اور وہ اس جگہ سے چلا جائے، یہی دلی وابستگی اور لگاؤ سبب بنتا ہے کہ جیسے ہی یہ مشکل برطرف ہو وہ اسی مقام پر دوبارہ لوٹ آئے، اس میں کوئی فرق نہیں کہ یہ مقام اس کے آباء و اجداد کے رہنے کی جگہ ہو یا اسکی پیدائش و پرورش کی جگہ ہو یا اسے اپنے رہنے کیلئے انتخاب کیا ہو۔ لذا مذکورہ تعریفوں سے یہی روشن ہوتا ہے کہ متقدم و متاخر امامیہ فقہاء کے نزدیک "وطن" اسی عرفی معنی میں استعمال ہوا ہے اس کا کوئی خاص اصطلاحی معنی نہیں ہے۔

اہل سنت کے فقہاء بھی "وطن" کے کوئی خاص اصطلاحی معنی بیان نہیں کرتے بلکہ اہل سنت فقہاء بھی اسی لغوی اور عرفی معنی پر حمل کرتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ کاسانی نے تحریر کرتے ہیں: "و توطن بها مع اهله و ولده و ليس من قصده الارتحال عنها بل تعيش بها"[8]، انسان اپنے اہل و عیال کے ساتھ اس سرزمین پر رہ رہا ہو اور اس مقام سے کسی اور جگہ منتقل ہونے کا قصد بھی نہ رکھتا ہو بلکہ اسی جگہ رہنے

کا قصد رکھتا ہو۔ لہذا فقہائے اسلام وطن کے کوئی خاص نئے معنی بیان نہیں کرتے بلکہ اسی عرف عام میں استعمال ہونے والے معنی کو وطن کہا جاتا ہے، جس جگہ سے وہ قلبی دلچسپی رکھتا ہے، لوٹ کر جس جگہ واپس آنے کیلئے بے چینی رکھتا ہے۔ مفہوم کی مذکورہ تعریفوں سے یہ روشن ہوتا ہے کہ انسان یقیناً ایک ایسی جگہ کو مستقل اپنے رہنے کیلئے انتخاب کرتا ہے جہاں وہ پیدا ہوا ہے، پرورش پائی ہے اور جہاں کہیں بھی جائے واپس اسی مقام کی طرف پلٹتا ہے۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ کتنے علاقوں یا جگہوں کو وہ مستقل رہنے کیلئے انتخاب کر سکتا ہے ؟! فقہائے اسلام، اسلامی شریعت سے اخذ کرتے ہوئے کیا اقسام و احکام بیان کرتے ہیں ؟ ذیلی عنوان میں اس پر تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔

2- وطن کی اقسام اور ان کی شرائط واحکام:

امامیہ فقہاء کے نزدیک انسان اپنے اصلی وطن کے علاوہ دو یا تین دوسرے علاقوں کو بھی اپنے لئے وطن بنا سکتا ہے[9]، البتہ بعض فقہاء قائل ہیں: "یمکن أن یکون للإنسان وطنان فعلیان في زمان واحد"[10]، انسان کے ایک وقت میں دو وطن ہو سکتے ہیں۔ فقہی نکتہ نظر سے فقہائے اسلام وطن کی تین قسمیں بیان کرتے ہیں: اصلی وطن، عرفی وطن اور شرعی وطن[11]۔ ان میں سے ہر ایک قسم کی مستقل شرائط واحکام ہیں، جو کہ ذیل الذکر ہیں۔

(الف): اصلی وطن: معاصر فقہاء من جملہ حائری یزدی[12]، اصفہانی کمپانی[13]، اور دیگر فقہاء کے نزدیک اصلی وطن یہ ہے کہ: "و هو کل محلّ یکون موطن الانسان إمّا لولادته فیه، أو لکونه موطن آبائه و اجداده"[14]، ہر وہ جگہ انسان کیلئے وطن ہے جس میں یا تو وہ انسان پیدا ہوا ہے یا اس کے آباء و

اجداد کے رہنے کی جگہ ہے۔ معاصر فقیہ امام خمینیؒ قلمطراز ہیں:"و أما الأصلي ففي تحققه لا يحتاج إلى الإرادة"[15]، اصلی وطن کے تحقق پانے میں کسی ارادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا یہ سوال پیش آتا ہے کہ کیسے درک کیا جائے کہ فلاں مقام انسان کا وطن ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں فقہائے اسلام نے دلائل و شرائط بیان کی ہیں جن کی روشنی میں ثابت کیا جاسکتا ہے کہ فلاں شہر یا دیہات اس کا وطن ہے۔

اصلی وطنیت پر دلائل:

(پہلی دلیل): ذہنی تبادر: اصلی وطن کے بارے میں جب انسان سے پوچھا جائے تو سب سے پہلے انسانی ذہن میں جو چیز پہنچتی ہے وہ اس کی پیدائش اور ابتدائی پرورش کی جگہ ہے جہاں وہ سکونت اختیار کیا ہوا ہے۔ لفظ کے استعمال سے اصلی معنی ذہن میں رسوخ کرنے کو تبادر کہا جاتا ہے[16]۔ لذا فقہاء وطن کے لفظ سے اس کے اصلی معنی یعنی اصلی وطن سے تعبیر کرتے ہیں۔

(دوسری دلیل): اہل بلد پر روایات: بعض فقہاء درجِ ذیل روایتیں دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں جو اصلی وطن ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے ایک صحیحہ اسماعیل بن جابر ہے:"قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع يَدْخُلُ عَلَيَّ وَقْتُ الصَّلَاةِ وَ أَنَا فِي السَّفَرِ فَلَا أُصَلِّي حَتَّى أَدْخُلَ أَهْلِي فَقَالَ صَلِّ وَ أَتِمَّ الصَّلَاةَ قُلْتُ (فَدَخَلَ عَلَيَّ) وَقْتُ الصَّلَاةِ وَ أَنَا فِي أَهْلِي أُرِيدُ السَّفَرَ فَلَا أُصَلِّي حَتَّى أَخْرُجَ فَقَالَ فَصَلِّ وَ قَصِّرْ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَقَدْ خَالَفْتَ (وَ اللَّهِ) رَسُولَ اللَّهِ ص"[17]، جناب اسماعیل بن جابر نے کہا میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی: مجھ پر نماز کا وقت داخل ہو گیا ہے درحالیکہ میں سفر میں ہوں، اہلخانہ تک پہنچنے تک نماز نہیں پڑھ سکوں گا، امام علیہ السلام نے فرمایا: نماز پوری

(تمام) پڑھ لو۔ جناب اسماعیل بن جابر نے سوال کیا: مجھ پر نماز کا وقت داخل ہو گیا ہے اور میں اپنے اہل کے پاس موجود ہوں، قصد سفر رکھتا ہوں پس میں نماز پڑھے بغیر سفر پر نکل گیا ہوں، پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: نماز پڑھو اور قصر پڑھو، اگر تم ایسا نہیں کروگے تو بخدا تم ہر صورت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کروگے۔ اسی طرح اسحاق بن عمار سے منقول ایک اور روایت ہے: "قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا الْحَسَنِ ع عَنْ أَهْلِ مَكَّةَ- إِذَا زَارُوا عَلَيْهِمْ إِتْمَامُ الصَّلَاةِ قَالَ نَعَمْ"[18]، جناب اسحاق بن عمار نے حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے اہل مکہ کے متعلق سوال کیا کہ جب وہ زیارت کریں آیا ان کی نماز پوری (تمام) ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جی ہاں۔

مذکورہ روایات سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ یہ روایات عرفی وطن کی طرف رہنمائی اور دلالت کرتی ہیں کہ جب انسان اپنے اہل تک پہنچے یا اپنے شہر میں ہو تو نماز پوری (تمام) پڑھنی ہے۔ پہلی روایت میں "ادخل اهلی" سے مراد ہی یہ ہے کہ انسان داخل ہوا ہے اس جگہ جہاں اس کا وطن ہے اور ہر وہ جگہ جہاں پر یہ صدق آئے کہ وہ یہاں کا رہائشی ہے تو اس پر وطن صدق آتا ہے۔ صاحب مبانی منہاج بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ روایات اصلی وطن پر دلالت کرتی ہیں[19]۔

اصلی وطن میں عبادات کا حکم: انسان کے پیدا ہونے یا آباء واجداد کے رہائشی علاقے کو اصلی وطن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس اصلی وطن میں انسان کو ہر حال میں نماز بھی پوری پڑھنی ہے اور روزہ بھی رکھنا ہے۔ لیکن بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر انسان مسافر ہو اور اپنے اصلی وطن سے گزر رہا ہو تو اس صورت میں نماز و روزے کا کیا حکم ہے؟ اس بارے میں آیہ اللہ خوئی فرماتے ہیں: "الوطن فانّ المرور علیه

قاطع للسفر و موجب للتمام ما دام فيه أو فيما دون حدّ الترخّص منه و يحتاج في العود إلى القصر بعده إلى قصد مسافة جديدة"[20]، وطن سے گزرنا سفر کے قطع اور تمام ہونے کا سبب ہے جب تک انسان وطن میں ہے یا حدِ ترخص تک نہیں پہنچا، قصر کا حکم اس وقت آئے گا جب انسان اپنے وطن سے نیا سفر شروع کرنے کا ارادہ کرے۔ لہذا اس مقام پر جہاں انسان کا اصلی وطن ہے، پہنچنے کے بعد انسان کیلئے نماز اور روزہ حضر کے حکم میں ہے۔

(ب): انتخابی وطن: انسان مختلف اسباب و عوامل کی وجہ سے اصلی وطن کے علاوہ کسی بھی شہر یا دیہات کو اپنی مستقل رہائش کیلئے انتخاب کر سکتا ہے، ایسی صورت میں اسے انتخابی وطن یا دوسرا وطن (وطن دوم) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کی تعریف میں فقہاء از جملہ حائری یزدی[21]، نجفی[22] اور کمپانی اصفہانی تحریر کرتے ہیں: "الوطن الاتخاذي، و هو المحل الذي يتخذه الغريب وطنا و مسكنا دائميا له"[23]، انتخاب شدہ وطن وہ جگہ ہے جسے پردیسی انسان اپنے لئے وطن اور ہمیشہ رہنے کیلئے انتخاب کرتا ہے۔ کسی دیارِ غیر کو اپنے لئے وطن انتخاب کر لینا بھی شرعی دلائل کے مطابق صحیح ہے اور فقہاء نے اس کے جواز پر روایات کی روشنی دلائل پیش کئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کسی غیر جگہ کو اپنا دائمی وطن منتخب کر سکتا ہے۔

انتخابی وطنیت پر دلائل:

کسی بھی شہر یا دیہات کو اپنے لئے وطن انتخاب کرنے کے متعلق دو قسم کی روایات موجود ہیں۔ ایک اہل بلد والی روایات[24] اور دوسری استیطان (اقامت کرنے والی جگہ) والی روایات[25]۔ اصلی وطن کی بحث میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اصلی وطن پر دلالت کرنے والی روایات، عرفی وطن پر دلالت کرتی ہیں اور اصلی وطن کو بھی ایک قسم سے عرفی وطن میں ہی شمار کیا جاتا ہے۔ جہاں انسان پہنچے یا اس بلد میں داخل ہو تو اس کی نماز پوری (تمام) ہے۔ انتخابی وطن بھی عرفی وطن میں شامل ہے جہاں انسان پہنچے یا اس شہر میں داخل ہو تو وطن کا حکم رکھتا ہے۔ لذا اصلی وطنیت پر دلالت کرنے والی روایات، انتخابی وطن پر دلالت کرتی ہیں، انتخابی وطن بھی ایک قسم سے عرفی وطن ہی جانا جاتا ہے[26]۔ امامیہ فقہاء استیطان (اقامت اور ٹھہرنے والی جگہ) والی روایات سے انتخابی وطن اخذ کرتے ہیں، ان میں سے دو اہم روایات درجِ ذیل ہیں:

(پہلی روایت): صحیحہ جناب حلبی: جناب حلبی کی اس روایت میں تمام راوی امامی اور ثقہ ہیں، اس لئے یہ روایت صحیح ہے۔ جناب حلبی سے منقول ہے: "عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الرَّجُلِ يُسَافِرُ فَيَمُرُّ بِالْمَنْزِلِ لَهُ فِي الطَّرِيقِ يُتِمُّ الصَّلَاةَ أَمْ يَقْصُرُ قَالَ يَقْصُرُ إِنَّمَا هُوَ الْمَنْزِلُ الَّذِي تَوَطَّنَه"[27]، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق جو سفر میں تھا اور اپنے رہائشی علاقے سے گزر رہا تھا، اس کی نماز قصر ہو گی یا حضر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: اس کی نماز قصر ہو گی مگر یہ کہ اس جگہ کو اس نے اپنے لئے وطن انتخاب کیا ہو۔

(دوسری روایت): صحیحہ جناب علی بن یقطین: اس روایت کے تمام راوی بھی امامی اور ثقہ ہیں، اس لئے یہ روایت بھی صحیح ہے۔جناب علی بن یقطین سے نقل ہوا کہ انہوں نے حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے سوال کیا:"إِنَّ لِي ضِيَاعاً وَ مَنَازِلَ بَيْنَ الْقَرْيَةِ وَ الْقَرْيَتَيْنِ (الْفَرْسَخُ وَ) الْفَرْسَخَانِ وَ الثَّلَاثَةُ فَقَالَ كُلُّ مَنْزِلٍ مِنْ مَنَازِلِكَ لَا تَسْتَوْطِنُهُ فَعَلَيْكَ فِيهِ التَّقْصِير"[28]، میرا ایک کھیت ہے اور ایک رہائش کی جگہ ہے، اس کے درمیان دو تین فرسخ کا فاصلہ ہے، میرے لئے کیا حکم ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: ہر وہ رہائش کی جگہ جسے تم نے وطن کے طور پر انتخاب نہیں کیا تو تم پر وہاں قصر ہے۔

لہذا ان دونوں روایتوں کا ماحصل یہی ہے کہ ہر وہ جگہ جسے تم نے اپنے لئے وطن انتخاب نہیں کیا، وہاں نماز قصر ہے اور اگر وطن کے طور پر انتخاب کیا تو وہاں نماز تمام پڑھی جائے گی۔ "کل منزل" سے مراد ہر وہ منزل جسے انتخاب کیا وہ انتخابی وطن کہلائے گا۔ البتہ فقہاء نے اصلی وطن اور انتخابی وطن میں فرق کرتے ہوئے، انتخابی وطن کی خاص شرطوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ لذا فقہاء کے کلام سے تین اہم شرطیں سامنے آتی ہیں: پہلی یہ کہ دوسرے وطن کو رہنے کی نیت اور قصد سے انتخاب کیا ہو، دوسری شرط یہ کہ انتخاب شدہ جگہ یا وطن، انسان کے پیدا ہونے والی جگہ کے علاوہ ہو، پیدا ہونے والے وطن کو دوسرے وطن کے طور پر انتخاب نہیں کر سکتا کیونکہ اصلی وطن کیلئے مستقل رہنے کی کوئی نیت اور قصد شرط نہیں ہے۔ تیسری شرط یہ کہ کسی دوسرے وطن میں اتنی مقدار میں رہائش پذیر ہو کہ عرفِ عام میں وہ جگہ اس کیلئے وطن شمار ہونے لگے اور اسے مسافر نہ کہا جائے[29]۔

انتخابی وطن میں عبادات کا حکم: انسان اپنی زاد گاہ کے علاوہ کوئی اور شہر یا دیہات اپنی مستقل رہائش کیلئے انتخاب کرے تو وہ اس کا انتخابی وطن ہو گا۔ پس جو انسان ہمیشہ رہنے کے قصد و ارادے سے کسی علاقے کا انتخاب کرے تو اس کا وطن کہلائے گا، اس صورت میں وطن والا حکم جاری ہو گا اور نماز و روزے کا حکم بھی حضر والے افراد کا ہو گا۔ سبز وار کی عبارت سے ظاہر ہے: "فربما يصدق بالإقامة فيه بعد القصد المزبور شهرا أو أقل"[30]، انتخاب شدہ وطن کو سکونت کرنے سے ہی وطن صدق آتا ہے، چاہے ایک ماہ یا ایک ماہ سے بھی کم رہائش رہے۔ لہذا جب وطن صدق آ گیا تو اس کا حکم بھی اصلی وطن کی مانند ہے، جہاں مسافر کی صورت میں گزرنے کی حالت میں نماز و روزہ پوری ہو گی اور سفر تمام ہو گا، نیا سفر شروع کرنے کی صورت میں حدِ ترخص سے نکل جانے کے بعد قصر کا حکم صدق کرے گا۔

(ج): شرعی وطن:

وطن کی اقسام میں سے ایک قسم، شرعی وطن ہے۔ مذکورہ بالا دو قسموں کے علاوہ، مشہور متاخر امامیہ فقہاء شرعی وطن کے بھی قائل ہیں[31]۔ اگرچہ غیر مشہور فقہاء شرعی وطن کے قائل نہیں ہیں۔ البتہ اس میں کوئی حرج یا مناقشہ نہیں کہ اگر روایات کی روشنی میں شرعی وطن ثابت ہو تو اس کا ثبوت عرفی وطن یا اصلی وطن سے تناقص یا تضاد رکھے۔ شرعی وطن کی تعریف میں فقہاء تحریر کرتے ہیں: "هو كل موضع له فيه ملك قد استوطنه ستة أشهر فصاعدا متوالية كانت أو متفرقة"[32]، ہر وہ جگہ جہاں اس کی ملکیت ہے اور چھ ماہ سے زائد عرصہ پے در پے یا متفرق صورت میں وہاں رہے تو اس کیلئے شرعی وطن کہلائے گا۔ حتی بحرانی آل عصفور مشہور کی نسبت دیتے ہوئے قائل ہیں کہ اگر کسی علاقے میں ایک

درخت ہی کیوں نہ ملکیت میں ہو اور چھ ماہ کا عرصہ وہاں رہائش پذیر ہوا ہو تو وہ شرعی وطن کہلائے گا، اس بارے میں یوں **قلمطراز ہیں**: "فالمشهور بين المتأخرين الاكتفاء بمجرد الملك و لو نخلة واحدة بشرط الاستيطان في تلك البلدة ستة أشهر"[33]، متاخر فقہاء کے درمیان مشہور یہ ہے کہ اگر صرف ملکیت ہو اگرچہ ایک درخت ہی کیوں نہ ہو وہ شرعی وطن کہلائے گا اس شرط کے ساتھ کہ اس علاقے میں چھ مہینے رہائش اختیار کی ہو۔

شرعی وطنیت پر دلائل:

شرعی وطن کے اثبات پر دو عمدہ دلیلیں پیش کی جاتی ہیں۔ ایک اجماع اور دوسری دلیل روایات۔

(پہلی دلیل): اجماع: بعض فقہاء منجملہ شہید ثانی صراحت سے اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں، روض الجنان میں یوں تحریر کرتے ہیں: "أو بوصوله بلداً له فيه ملك استوطنه ستّة أشهر فصاعداً فيتمّ حينئذٍ و إن كان جازماً على السفر قبل تخلّل عشرة؛ للإجماع"[34]، اگر مسافر ایسے شہر میں پہنچے جہاں اس کی ملکیت ہے کہ چھ مہینے یا اس سے زیادہ وہاں رہائش رہی ہے اور اگرچہ اس جگہ سے دس دن سے پہلے سفر کا ارادہ رکھتا ہے یہاں نماز تمام پڑھے گا، اس مقام پر پوری پڑھنے کی دلیل اجماع ہے۔ علامہ حلی بھی شرعی وطن کے اثبات پر علمائے امامیہ کے اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں، آپ نے یوں تحریر کیا: "لو كان في أثناء المسافة له ملك قد استوطنه ستة أشهر، انقطع سفره بوصوله إليه و وجب عليه الإتمام فيه عند علمائنا"، اگر مسافر کا اثناءِ سفر میں کوئی ملکیت ہو اور وہاں چھ ماہ سکونت اختیار کی ہو تو وہاں پہنچتے ہی اس کا سفر تمام ہو گا اور علمائے امامیہ کے نزدیک اس پر اس جگہ میں نماز تمام (پوری) ہو گی۔ لہذا فقہاء

کے اجماع سے یہ یقین حاصل ہوتا ہے کہ شرعی وطن، اصلی اور انتخابی وطن کی طرح ایک وطن ہے جہاں انسان اپنی عبادات کو کامل و تمام انجام دے گا۔

(دوسری دلیل): روایات: شرعی وطن کے اثبات پر مہم ترین دلیل صحیحہ جناب اسماعیل بزیع ہے۔ جناب اسماعیل بزیع نے امام موسی کاظم علیہ السلام سے یوں روایت نقل کی ہے: "عَنْ أَبِي الْحَسَنِ ع قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ يَقْصُرُ فِي ضَيْعَتِهِ فَقَالَ لَا بَأْسَ مَا لَمْ يَنْوِ مُقَامَ عَشَرَةِ أَيَّامٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ لَهُ فِيهَا مَنْزِلٌ يَسْتَوْطِنُهُ فَقُلْتُ مَا الِاسْتِيطَانُ فَقَالَ أَنْ يَكُونَ لَهُ فِيهَا مَنْزِلٌ يُقِيمُ فِيهِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَإِذَا كَانَ كَذَلِكَ يُتِمُّ فِيهَا مَتَى دَخَلَهَا"[35]، جناب اسماعیل بزیع نے امام علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں جو ایک کھیت میں قصر نماز پڑھ رہا تھا، سوال کیا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: جب تک دس دن ٹھہرنے کی نیت نہیں کی تو کوئی حرج نہیں، مگر یہ کہ اس جگہ کو اس نے (استیطان) وطن بنایا ہے۔ انہوں نے پھر سوال کیا: استیطان سے کیا مراد؟ آپؑ نے فرمایا: مراد یہ ہے کہ یہ جگہ اس کی رہائشگاہ ہو جہاں اس میں چھ مہینے زندگی بسر کی ہو۔ اگر اس طرح ہے تو پھر اس جگہ داخل ہونے کی صورت میں نماز پوری پڑھے گا۔ مذکورہ روایت کی اگر حلاجی کی جائے تو ہمیں دو عمدہ قسم کی قیود دیکھنے میں ملتی ہیں جو کہ عرفی وطن میں نہیں پائی جاتیں۔

(پہلی قید): ملکیت کی قید: روایت کے ظاہر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس قسم کے وطن کیلئے ملکیت کی شرط ہے۔ بعض فقہاء کا یہ خیال ہے کہ روایت کے جملے "له فيها منزل يستوطنه" میں "لام" تملیک کیلئے ہے اور یہ ملکیت ہی نماز کے پوری پڑھنے کا سبب ہے[36]۔ جیسا کہ صاحب جواہر بھی یوں تحریر کرتے

ہیں:"فمن اللام في الصحيح المزبور و غيره، و الإضافات في غيرها المنساق منهما الملكية إلى الذهن[37]"، مذکورہ صحیحہ میں "لام" سے ذہن میں ملکیت تبادر ہوتی ہے۔جب ملکیت ثابت ہے تو شرعی وطن کا اثبات بھی روشن ہے۔

(دوسری قید): چھ مہینے اقامت کی قید: مذکورہ صحیحہ سے یہ قید واضح اور روشن ہے کہ امام علیہ السلام نے چھ مہینے رہائش کی شرط عائد کی ہے۔روایت کی عبارت ہے کہ:"منزل يقيم فيه ستة اشهر"،اس قسم کی جگہ کا وطن صدق آنے میں چھ مہینے رہائش کی شرط ہے۔مذکورہ کی قیود بنا پر اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ شرعی وطن کے ثابت ہونے میں ملکیت کا پایا جانا اور چھ مہینے رہائش پذیر ہونا شرط ہے۔لیکن فقہاء کے درمیان اس مورد میں اختلاف دیکھنے میں آتا ہے کہ آیا انسان کا شرعی وطن میں اپنی ملکیت ہونا شرط ہے کہ جس میں وہ چھ مہینے رہائش پذیر رہا ہو؟ یا ملکیت ہی کافی ہے چاہے ایک درخت ہی ہو؟ بعض فقہاء ملکیت کے ساتھ ساتھ چھ مہینہ رہائش کے بھی قائل ہیں جیسا کہ عاملی موسوی تحریر کرتے ہیں:"والوطن الذي يتم فيه هو كل موضع له فيه ملك قد استوطنه ستة أشهر"[38]،مذکورہ تعریف میں شرعی وطن ثابت ہونے کے دو بنیادی عنصر یعنی ملکیت کی شرط اور اس میں چھ ماہ رہائش کی شرط بیان کی گئی ہے۔ لذا ملکیت کے ساتھ چھ ماہ اس میں رہائش کی بھی شرط ہے۔لیکن بعض فقہاء صرف ملکیت کو وطن شرعی بننے کا سبب جانتے ہیں۔ محقق عاملی کرکی تحریر کرتے ہیں:"و لا يشترط استيطان الملك، بل البلد الذي هو فيه و لا كون الملك صالحا للسكنى، بل لو كان له مزرعة أتم"[39]،ملکیت میں رہائش کی شرط نہیں ہے بلکہ جس شہر میں وہ ہے اگرچہ ملکیت اس میں رہائش کے قابل نہ بھی ہو صرف باغ ہی

ہو تو تو نماز پوری ہو گی۔ شہید اول دلیل پیش کرتے ہیں کہ "و لا کون الملك له صلاحية السكنى لحديث النخلة"[40]، اگر ملکیت رہائش کے قابل نہ ہو تو حدیث نخلہ شرعی وطن کے اثبات پر دلیل ہے۔ کیونکہ حدیث نخلہ میں بیان کیا گیا ہے کہ: "وَ لَوْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِلَّا نَخْلَةٌ وَاحِدَة"[41]، جناب عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے متعلق روایت کی جو سفر میں تھا اور دیہات سے گزر رہا تھا جس کی اس دیہات میں ملکیت تھی تو امام علیہ السلام نے فرمایا: نماز پوری پڑھے گا اگرچہ ایک درخت کے علاوہ اس دیہات میں کوئی ملکیت نہ بھی ہو۔

شرعی وطن میں عبادات کا حکم: جیسا کہ مذکورہ بالا بحث میں ذکر ہوا، شرعی وطن کے صدق آنے کیلئے بعض فقہاء دو شرطوں کے قائل تھے۔ شرعی وطن میں ملکیت ہو اور چھ ماہ رہائش رہی ہو تو نماز روزہ تمام انجام دینا ہے۔ لہٰذا اگر شرعی وطن میں ملکیت باقی ہے تو نماز روزے کا حکم بھی حضر والا شخص جیسا ہو گا۔ اس بارے میں آیہ اللہ تبریزی قلمطراز ہیں: "فإذا تحقّق ذلك أتم المسافر صلاته كلما دخله إلّا أن يزول ملكه"[42]، جب بھی شرعی وطن تحقق پایا، اس صورت میں مسافر اس شہر میں داخل ہوتے ہی سفر تمام ہو گا اور نماز بھی پوری پڑھے گا۔ لذا شرعی وطن کے قائلین کے نزدیک شرعی وطن بھی وطن ہی شمار کیا گیا ہے اور اس مقام پر پہنچنے کے بعد نماز و روزے کا حکم بھی کامل ہے۔

(د): وطن سے روگردانی:

وطن کی مذکورہ بالا اقسام کے پیشِ نظر، اگر کوئی شخص اپنے وطن کو ہمیشہ کیلئے خیر باد کہہ کر چلا جائے یعنی روگردانی یا فقہی اصطلاح میں وطن سے اعراض کر دے تو اس صورت میں اس کے نماز روزہ کی شرعی تکلیف کا کیا حکم ہو گا؟ اس بارے میں فقہاء کی مختلف رائے پائی جاتی ہیں۔ کاظم یزدی جو کہ شرعی وطن کے قائل نہیں ہیں، مکلف کے وطن سے روگردانی کرنے کی صورت میں یہ تحریر کرتے ہیں: "إذا أعرض عن وطنه الأصليّ أو المستجدّ و توطّن في غيره، فإن لم يكن له فيه ملك أصلًا أو كان و لم يكن قابلًا للسكنى، كما إذا كان له فيه نخلة أو نحوها، أو كان قابلًا له و لكن لم يسكن فيه ستّة أشهر بقصد التوطّن الأبديّ، يزول عنه حكم الوطنيّة، فلا يوجب المرور عليه قطع حكم السفر؛ و أمّا إذا كان له فيه ملك قد سكن فيه بعد اتّخاذه وطناً له دائماً ستّة أشهر، فالمشهور على أنّه بحكم الوطن العرفيّ و إن أعرض عنه إلى غيره، و يسمّونه بالوطن الشرعيّ و يوجبون عليه التمام إذا مرّ عليه ما دام بقاء ملكه فيه، لكنّ الأقوى عدم جريان حكم الوطن عليه بعد الإعراض"[43]، صاحب عروہ کے نزدیک ترکِ وطن یا اعراضِ وطن کی بابت کچھ صورتیں سامنے آتی ہیں: یہ کہ جب انسان اپنا اصلی وطن یا انتخاب شدہ وطن (دوم وطن) کو ہمیشہ کیلئے اعراض کرتا ہے اور کوئی دوسری جگہ منتقل ہو جاتا ہے پس اگر متروکہ وطن میں اس کی ملکیت ہی نہ ہو یا ملکیت ہو لیکن رہائش کے قابل نہ ہو (جیسے کوئی درخت یا اس کی مانند کوئی چیز ہے) یا جگہ رہائش کے قابل ہے لیکن اس میں چھ ماہ وطن کی قصد سے رہائش اختیار نہیں کی تھی تو ان صورتوں میں وطن کا حکم اس سے سلب ہو جائے گا، اس شہر سے سفر کی حالت میں گزرنے کی صورت میں مسافر کا حکم ختم نہیں ہو گا۔ہاں اگر متروکہ جگہ میں اپنی ملکیت تھی اور دائمی رہنے کی نیت سے چھ ماہ رہائش اختیار کی تھی تو مشہور

یہ ہے کہ متروکہ جگہ عرفی وطن کے حکم میں ہو گی اور یہاں سے اعراض کرنے کی صورت میں یہ جگہ شرعی وطن کہلائے گی اور جب تک یہاں ملکیت ہے اس مقام سے سفر کی حالت میں گزرنے کی صورت میں نماز بھی پوری پڑھی جائے گی اور روزہ بھی رکھنا ہو گا۔ لیکن اقویٰ یہ ہے کہ اعراض کی صورت میں اس مقام پر وطن کا حکم صدق نہیں آئے گا۔

صاحب عروہ کے حکم میں مختلف قسم کی قیود شامل ہیں جن کی رو سے احکام بھی مختلف سامنے آتے ہیں؛ ان کے نزدیک اصلی وطن ہو یا وطنِ دوم ہو، اعراض کرنے کی صورت میں مُعرِض پر قصر کا حکم شامل ہو گا لیکن انتخابی وطن میں قابلِ سکونت جگہ میں چھ ماہ سکونت اختیار کی ہو، لہذا اعراض کرنے کی صورت میں ملکیت باقی رہی ہو تو متروکہ جگہ سے گزرتے وقت عبادات کی تمامیت کے قائل ہیں۔ صاحب عروہ شرعی وطن کے قائل نہیں ہیں بنابراین شرعی وطن میں ان کے نزدیک قصر کا حکم شامل ہو، جبکہ شرعی وطن کے قائل مشہور فقہاء کے نزدیک اعراض کرنے کے باوجود بھی اگر اس جگہ سے گزر ہو تو نماز تمام پڑھی جائے گی۔ لیکن فقہاء کے نزدیک وطن سے اعراض کی مہم شرط یہ ہے کہ "یزول حکم الوطنیّة بالإعراض و الخروج، و إن لم یتّخذ بعد وطناً آخر"[44]، وطن کے حکم کا عنوان اس وقت زائل اور ختم ہوتا ہے جب انسان اپنے وطن سے روگردانی کرے اور اس جگہ نقل مکانی کر لے اگرچہ کوئی اور جگہ کا انتخاب نہ کیا ہو۔ لہذا وطن کا حکم اس وقت ختم ہو گا جب انسان ہمیشہ کیلئے اس علاقے کو ترک کر دے۔

نتیجہ بحث:

اصطلاح میں "وطن" ایک ایسی جگہ کو کہا جاتا ہے جسے انسان اپنی سکونت اور مستقل رہائش کیلئے انتخاب کرتا ہے۔ وطن کی تین قسمیں ہیں۔ اصلی وطن، انتخاب شدہ وطن اور شرعی وطن۔ اصلی وطن وہ جگہ ہے جہاں انسان دنیا میں آیا اور وہیں اس کی پرورش ہوئی۔ انتخابی وطن (دوسرا وطن) وہ جگہ ہے جہاں انسان مستقل رہنے کے قصد سے رہائش اختیار کرے۔ اصلی اور انتخابی وطن میں پہنچتے ہیں انسان نماز بھی پوری پڑھے گا اور ماہ رمضان ہونے کی صورت میں روزہ بھی اس پر فرض ہو گا۔ شرعی وطن وہ جگہ ہے جہاں انسان اپنی ذاتی ملکیت رکھتا ہو اور چھ ماہ وہاں زندگی بسر کرے۔ اصلی وطن کے اثبات پر بعض روایات اور ذہنی تبادر مہم دلائل ہیں نیز اصلی وطن میں انسان کی اپنی ذاتی ملکیت ہونا جیسی یا اس قسم کی کوئی شرط نہیں ہے۔ انتخابی وطن یا وطنِ دوم کے اثبات پر جناب حلبی اور جناب علی بن یقطین کی روایت کفایت رکھتی ہیں لیکن اس بارے میں فقہاء کے درمیان یہ اختلاف پایا جاتا ہے کہ انتخاب شدہ جگہ میں مستقل رہنے کی نیت سے کچھ عرصہ رہائش اختیار کی ہو، جبکہ بعض فقہاء قائل ہیں کہ رہنے کی قصد سے سکونت اختیار کرتے ہی وہ جگہ وطن کے حکم میں شامل ہو جائے گی۔ معاصر فقہاء شرعی وطن کے اثبات پر اجماعِ فقہاء کے علاوہ جناب ابن بزیع کی روایت بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں، شرعی وطن کے قائلین کے نزدیک ہمیشہ اور دائمی رہنے کی نیت شرط نہیں ہے بلکہ دیارِ غیر میں ملکیت ہو اور چھ مہینے رہائش رہی ہو تو اس شخص کیلئے شرعی وطن ہے۔ بعض فقہاء از جملہ یزدی طباطبائی شرعی وطن کے قائل نہیں ہیں لہذا ان کے نزدیک شرعی وطن میں پہنچنے کے بعد بھی نماز و روزہ انسان پر قصر ہے، جبکہ شرعی وطن کے قائلین کے نزدیک شرعی وطن بھی حکمِ وطن میں ہے جہاں پہنچتے ہی مسافر کیلئے حضر کا حکم شامل ہو گا۔

حوالہ جات:

[1] العنکبوت، 29: 20

[2] النساء، 4: 97

[3] فراہیدی، عبد الرحمن خلیل بن احمد، نشر ہجرت قم، طبعہ دوم، 1409ھ ق، ج7، ص454

[4] ابن فارس، احمد بن فارس، معجم مقیاس اللغۃ، مکتب الاعلام الاسلامی قم، طبعہ اول، 1404ھ ق، ج6، ص120

[5] ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر بیروت، طبعہ سوم، 1414ھ ق، ج13، ص451

[6] مغنیہ، محمد جواد، فقہ الامام الصادق علیہ السلام، مؤسسہ انصاریان قم، طبعہ دوم، 1421ھ ق، ج1، ص258

[7] یزدی، عبد الکریم حائری، کتاب الصلاۃ (للحائری)، دفتر انتشارات اسلامی حوزہ علمیہ قم، طبعہ اول، 1404ھ ق، ص 628

[8] کاسانی حنفی، ابی بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ بیروت، طبعہ دوم، 1406ھ ق، ج1، ص103

[9] یزدی طباطبائی، سید محمد کاظم، العروۃ الوثقی مع التعلیقات، انتشارات مدرسہ امام علی بن ابیطالب علیہما السلام، طبعہ اول، 1418ھ ق، ج1، ص798

[10] امام خمینی، روح اللہ الموسوی، تحریر الوسیلہ، مؤسسہ مطبوعات دار العلم قم، طبعہ اول، سن ندارد، ج1، ص257

[11] تبریزی، جعفر سبحانی، ضیاء الناظر فی احکام صلاۃ المسافر، مؤسسہ امام صادق علیہ السلام قم، طبعہ اول، 1418ھ ق، ص222

[12] یزدی، کتاب الصلاۃ، ص628

[13] اصفہانی کمپانی، محمد حسین، صلاۃ المسافر (للاصفہانی)، دفتر تبلیغات اسلامی وابستہ جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم، طبعہ دوم، 1409ھ ق، ص120

[14] بروجردی طباطبائی، آقا حسین، تبیان الصلاۃ، گنج عرفان للطباعۃ والنشر قم، طبعہ اول، 1426ھ ق، ج2، ص23

[15] امام خمینی، تحریر الوسیلہ، ج1، ص258

[16] خراسانی، شیخ محمد کاظم، کفایۃ الاصول، مجمع الفکر الاسلامی قم، 1431ھ ق، ج1، ص35

[17] شیخ حر عاملی، محمد بن حسن، تفصیل وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ، مؤسسہ اہل البیت علیہم السلام قم، طبعہ اول، 1409ھ ق، ج8، ص512-513، ح11313-2

[18] ایضاً، ج8، ص472، ح11199-6

[19] طباطبائی قمی، سید تقی، مبانی منہاج الصالحین، منشورات قلم قم، طبعہ اول، 1426ھ ق، ج5، ص520

[20] آیۃ اللہ خوئی، سید ابو القاسم موسوی، موسوعۃ الامام الخوئی، مؤسسہ احیاء آثار الامام الخوئیؒ قم، طبعہ اول، 1418ھ ق، ج20، ص233

[21] یزدی، کتاب الصلاۃ، ص628

[22] نجفی، محمد حسن بن محمد باقر، جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، دار احیاء التراث العربی بیروت، طبعہ ہفتم، 1404ھ ق، ج14، ص245

[23] اصفہانی کمپانی، صلاۃ المسافر، ص120

[24] نراقی، مولی احمد بن محمد مہدی، مستند الشیعہ فی احکام لشریعہ، مؤسسہ آل البیت علیہم السلام قم، طبعہ اول، 1415ھ ق، ج8، ص238

[25] اصفہانی کمپانی، صلاۃ المسافر، ص127

[26] اشتہاردی، علی پناہ، مدارک العروۃ، دار الاسوۃ للطباعۃ والنشر تہران، طبعہ اول، 1417ھ ق، ج19، ص208

[27] شیخ حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج8، ص493، ح11263-8

[28] ایضاً، ص494، ح11265-10

[29] سبزواری، سید ابو الاعلی، مہذب الاحکام فی بیان الحلال والحرام، مؤسسہ المنارق، طبعہ چہارم، 1413ھ ق، ج9، ص 241؛ یزدی طباطبائی، العروۃ الوثقی، ج1، ص797

[30] سبزواری، مہذب الاحکام، ج9، ص235

[31] اشتہاردی، علی پناہ، مدارک العروۃ، دار الاسوۃ للطباعۃ والنشر تہران، طبعہ اول، 1417ھ ق، ج19، ص198

[32] محقق حلی، نجم الدین جعفر بن حسن، شرائع الاسلام فی مسائل الحلال والحرام، مؤسسہ اسماعیلیان قم، طبعہ دوم، 1408 ھ ق، ج1، ص123

[33] بحرانی، شیخ یوسف بن احمد آل عصفور، الحدائق الناظرۃ فی احکام العترۃ الطاہرہم دفتر انتشارات اسلامی وابستہ بہ جامعہ مدرسین قم، طبعہ اول، 1405ھ ق، ج11، ص359

[34] شہید ثانی، زین الدین بن علی عاملی، روض الجنان فی شرح ارشاد الاذہان، انتشارات دفتر اسلامی حوزہ علمیہ قم، طبعہ اول، 1402ھ ق، ج2، ص1029

[35] شیخ حر عاملی، وسائل الشیعہ، ج8، ص494، ح11266-11

[36] اصفہانی، سید ابو الحسن، وسیلۃ النجاۃ بمعہ حواشی امام خمینی روح اللہ الموسوی، مؤسسہ نشر و آثار امام خمینی قم، طبعہ اول، 1422ھ ق، ص215

[37] نجفی، جواہر الکلام، ج14، ص249

[38] عاملی موسوی، محمد بن علی، مدارک الاحکام فی شرح عبادات شرائع الاحکام، مؤسسہ آل البیت علیہم السلام بیروت، طبعہ اول، 1411ھ ق، ج4، ص443

[39] محقق کرکی، علی بن حسین، جامع المقاصد فی شرح القواعد، مؤسسہ آل البیت علیہم السلام قم، طبعہ اول، 1414ھ ق، ج 2، ص511-512

[40] شہید اول، محمد بن مکی عاملی، ذکری الشیعۃ فی احکام الشریعۃ، مؤسسہ آل البیت علیہم السلام قم، طبعہ اول، 1419ھ ق، ج4، ص308

[41] شیخ طوسی، محمد بن حسن، الاستبصار فیما اختلف من الاخبار، دار الکتب الاسلامیہ تہران، طبعہ اول، 1390ھ ق، ج1، ص229، ح814-5؛ فیض کاشانی، محمد محسن، الوافی، کتاب خانہ امیر المؤمنین (ع) اصفہان، طبعہ اول، 1406 ھ ق، ج7، ص158، ح5671-4

[42] تبریزی، ضیاء الناظر، ص 234

[43] یزدی طباطبائی، العروۃ الوثقی، ج1، ص797

[44] یزدی طباطبائی، العروہ الوثقی فیما تعم بہ البلوی (المحشی)، دفتر انتشارات اسلامی وابستہ بہ جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم، طبعہ اول، 1419ھ ق، ج3، ص475